ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 (2023)

صارفین کے حقوق سے متعلق قرآنی نصوص: مفسرین کی آراء کا مطالعہ

STUDY OF QURANIC VERSES REGARDING CONSUMER RIGHTS: ANALYSIS OF COMMENTATORS' PERSPECTIVES

***Dr. Hafiz Muhammad Arshad Habib**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, NCBA&E, Sub Campus, Multan

****Dr. Muhammad Anas Raza**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, NCBA&E, Sub Campus, Multan

ABSTRACT:
This paper explores the Quranic injunctions regarding the consumption of halal and wholesome goods, emphasizing the rights of consumers to access such items. It highlights that it is prohibited to engage in transactions involving items forbidden by Islamic law and asserts the consumer's right to demand halal and pure goods. The paper also underscores Islam's emphasis on moderation in consumption, prohibiting harmful substances like alcohol, pork, carrion, and blood. It advises consumers to prioritize essential needs before indulging in luxuries and warns against wasteful spending. Through an analysis of Quranic verses related to consumer transactions, the paper demonstrates the applicability of these principles to consumer rights, showcasing the breadth and depth of guidance provided by Islamic teachings in this regard.
Keywords: *Quran, Consumer, Consumer Rights*

قرآنِ مجید مکمل ضابطہ حیات اور دینِ فطرت ہے۔ قرآن کی مقدس آیات اگرچہ اپنا خاص شانِ نزول رکھتی ہیں اور ان کے نزول کے پیچھے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے لیکن اپنی معنویت کے اعتبار سے ان میں بہت وسعت ہے، ان آیات میں جس قدر غور وفکر کیا جائے اللہ تعالیٰ اتنا ہی فہمِ دین عطا فرماتا ہے۔ قرآنِ مجید کا مقصد لوگوں کے عقائد واعمال کی اصلاح کے ساتھ ان کی زندگی کے مختلف شعبوں میں رہنمائی بھی ہے، کلامِ الٰہی میں جہاں عقائد واعمال کا بیان ہے وہاں روزمرہ زندگی سے متعلق احکام ومسائل بھی بیان ہوئے ہیں، نکاح وطلاق، عائلی زندگی، بیع وشراء اور معاشی ومعاشرتی معاملات کو بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ شریعتِ محمدی ﷺ کی امتیازی خصوصیت ہے کہ یہ زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔

دنیا کا ہر شخص صارف ہے، اسے کسی نہ کسی مرحلے پر دوسروں کی تیار کردہ اشیاء استعمال کرنا پڑتی ہیں۔ صارف سے مراد وہ شخص ہے جو سامان اس طرح خرید تا ہے جس کی ادائیگی کی گئی ہو یا جزوی طور پر ادائیگی کی جائے گی یا کسی موخر ادائیگی یا کرایہ پر خریداری کے کسی بھی نظام کے تحت خریداری کرتا ہو اور اس طرح کے سامان کا استعمال کنندہ بھی شامل ہے۔ لیکن اس میں ایسا شخص شامل نہیں ہے جو دوبارہ فروخت کے لئے اس طرح کا سامان خرید تا ہے یا کسی بھی تجارتی مقصد کے لئے خرید تا ہے۔[1]

عربی میں صارف کو مشتری کہتے ہیں اور جدید عربی اصطلاح میں **المستھلک** کہا جاتا ہے اور صارفین کے حقوق کے لیے **حمایۃ المستھلک** کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ عربی میں صارف کی تعریف یوں کی گئی ہے:

يعرف المستهلك في اللغة بأنه من استهلك المال أو الشيء ، أي من أنفق المال أو الشيء أو أنفذه[2]

لغت کی رُو سے صارف اس شخص کو کہا جاتا ہے جو پیسہ یا پیسے کے علاوہ کوئی چیز (بصورتِ تبادلہ اشیاء) خرچ کرے۔

انگریزی میں صارف کو کنزیومر Consumer کہا جاتا ہے اور اس کے لیے کسٹمر Customer اور بائیر Buyer کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے لیکن صارف کے لیے خاص لفظ کنزیومر Consumer ہی استعمال ہوتا ہے۔ کیمبرج ڈکشنری میں کنزیومر کی تعریف یوں کی گئی ہے:

A person who buys goods or uses services:[3]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 (2023)

ایک شخص جو اپنے استعمال کے لئے سامان یا خدمات خرید تا ہے اسے صارف کہتے ہیں۔

مقالہ ہذا میں قرآنِ مجید کے ان مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے جن کا تعلق بیع وشراء میں صارفین یعنی خریدار سے ہے اگرچہ ان میں بعض آیات کا خاص موضوع اور عنوان ہے اور وہ ان آیات کی پہچان ہے لیکن ان آیات میں اس قدر جامعیت اور وسعت ہے کہ انہیں حقوق صارفین پر منطبق کیا جاسکتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ نے ایک دوسرے کا مال ناحق کھانا حرام قرار دیا، سود، رشوت، جوا، غبن اور دھوکہ وغیرہ دینِ اسلام میں حرام ہیں، اسی طرح کاروبار میں ایسا طریقہ استعمال کرنا جس سے فریقین میں سے کسی ایک کا نقصان ہوتا ہو، یعنی ان کے مال میں ناحق تصرف کیا جائے یا ظلماً دبالیا جائے، یہ حرام ہے۔ بیوع کی ایسی تمام شکلیں جس میں خریدار یعنی صارف کا مالی اعتبار سے نقصان ہو تا ہو وہ ناجائز ہیں، قرآنِ مجید کی سورۃ النسآء: آیت 29 میں اس کی واضح ممانعت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْباطِلِ إِلاَّ أَنْ تَكُونَ تِجارَةً عَنْ تَراضٍ مِنْكُمْ [4]

اے ایمان والو! باطل طریقے سے آپس میں ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ البتہ تجارت تمہاری باہمی رضامندی سے ہو۔

سورۃ النساء: 29 آیت کے اس حصے میں دو باتوں کا ذکر ہے:

1۔ آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ

2۔ تجارت میں باہمی رضامندی ضروری ہے۔

علامہ ابوعبداللہ فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں:

"الْمَسْأَلَةُ الْأُولَى: أَنَّهُ تَعَالَى خص الأكل هاهنا بِالذِّكْرِ وَإِنْ كَانَتْ سَائِرُ التَّصَرُّفَاتِ الْوَاقِعَةِ عَلَى الْوَجْهِ الْبَاطِلِ مُحَرَّمَةً، لِمَا أَنَّ الْمَقْصُودَ الْأَعْظَمَ مِنَ الْأَمْوَالِ: الْأَكْلُ، ------------عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: هَذِهِ الْآيَةُ مُحْكَمَةٌ مَا نُسِخَتْ، وَلَا تُنْسَخُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ."[5]

المسألة الأولى انه تعالى خص الأكل" باطل طریقے سے ہونے والے تمام تصرفات کے حرام ہونے کے باوجود آیت مبارکہ میں صرف "الأكل" کو ذکر کیا گیا، کیونکہ اموال سے مقصود اعظم کھانا ہی ہے۔" المسألة الثأنية" باطل کی تفسیر میں دو صورتیں ہیں: (1) باطل پر اُس شے کا نام ہے جو شریعت میں حلال نہیں ہے، جیسے: سود، غصب اور چوری وغیرہ۔ (2) ہر وہ چیز جو انسان سے بغیر عوض کے لی جائے۔ باطل کو پہلے معنی پر محمول کرنا آیت کے مجمل ہونے کا مقتضی ہے، جبکہ دوسرے معنی پر محمول کرنا آیت کے مجمل ہونے کا مقتضی نہیں ہے، لیکن بعض نے کہا کہ دوسرے معنی پر محمول کریں تو صدقات وھبات حرام ہو جائیں گے۔ اس لیے یہ آیت منسوخ ہے، لیکن حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ آیت محکم اور غیر منسوخ ہے۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی متوفی 671ھ لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ تَعَالَى: (بِالْباطِلِ) أَيْ بِغَيْرِ حَقٍّ. وَوُجُوهُ ذَلِكَ تَكْثُرُ عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ، وَقَدْ قَدَّمْنَا فِي الْبَقَرَةِ «1» . وَمِنْ أَكْلِ الْمَالِ [بِالْبَاطِلِ «2»] بَيْعُ الْعُرْبَانِ، وَهُوَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْكَ السِّلْعَةَ أَوْ يَكْتَرِيَ مِنْكَ الدَّابَّةَ وَيُعْطِيَكَ دِرْهَمًا فَمَا فَوْقَهُ، عَلَى أَنَّهُ إِنِ اشْتَرَاهَا أَوْ رَكِبَ الدَّابَّةَ فَهُوَ مِنْ ثَمَنِ السِّلْعَةِ أَوْ كِرَاءِ الدَّابَّةِ، وَإِنْ تَرَكَ ابْتِيَاعَ السِّلْعَةِ أَوْ كِرَاءَ الدَّابَّةِ فَمَا أَعْطَاكَ فَهُوَ لَكَ. فَهَذَا لَا يَصْلُحُ وَلَا يَجُوزُ عِنْدَ جَمَاعَةِ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ مِنَ الْحِجَازِيِّينَ وَالْعِرَاقِيِّينَ، لِأَنَّهُ مِنْ بَابِ بَيْعِ الْقِمَارِ وَالْغَرَرِ وَالْمُخَاطَرَةِ، وَأَكْلِ الْمَالِ بِالْبَاطِلِ بِغَيْرِ عِوَضٍ وَلَا هِبَةٍ، وَذَلِكَ بَاطِلٌ بِإِجْمَاعٍ[6]

اللہ تعالیٰ کا فرمان "بِالْبٰطِلِ" سے مراد "ناحق" ہے۔ ناحق مال کھانے میں سے ایک بیع عربان بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے سامان لے اور اسے کچھ رقم دے، دونوں کے درمیان یہ بات طے ہو جائے کہ اگر اُس نے سامان خریدنے کا ارادہ ترک بھی کر دیا تو دی گئی رقم واپس نہیں کی جائے گی۔ یہ چونکہ بغیر عوض مال ہے لہٰذا یہ باطل ہے اور کثیر فقہاء کے نزدیک ناجائز ہے، کیونکہ یہ دھوکے کے باب سے ہے۔

قاضی ثناءاللہ مظہری متوفی 1225ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوالَكُمْ بَيْنَكُمْ يعنى لا يأكل أحد منكم مال غيره من المسلمين ومن تبعهم من اهل الذمّة ولا بأس بأكل مال الحربي الغير المعاهد من غير عذر بِالْباطِلِ اى بوجه ممنوع شرعا كالغصب والسّرقة والخيانة والقمار والربوا والعقود الفاسدة إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجارَةً قرا الكوفيون بالنصب على انه خبر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 (2023)

لتكون واسمه مضمر تقديره الّا ان تكون جهة الاكل تجارة والباقون بالرفع بالفاعلية وتكون تامة والاستثناء منقطع يعنى لكن كلوا وقت كون وجه الاكل تجارة او وقت كون التجارة الصّادرة عَنْ تَراضٍ مِنْكُمْ "[7]

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے: " لَا تَأْكُلُوٓا " یعنی تم میں سے کوئی دوسرے مسلمان کا مال نہ کھائے۔ " بِالْبَٰطِلِ "یعنی ایسا طریقہ جو شرعاً ممنوع ہو، جیسے: چوری، غصب وغیرہ۔ہاں جب باہمی رضامندی کی تجارت سے ہو گا تب ممنوع نہیں ہو گا۔

تجارت: گفتگو کر کے یا اشیاء کا لین دین کر کے بیع کرنا۔

بیع: مال کا مال سے تبادلہ کرنا۔

اجارہ: معلوم منافع کے بدلے میں مال کا تبادلہ کرنا۔

تجارت کا ذکر اس لیے کیا کہ غیر سے مال اکثر تجارت کے ذریعے لیا جاتا ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی متوفی 2016ء تفسیر تبیان القرآن میں سورۃ البقرۃ: 188 کے تحت لکھتے ہیں:

اس آیت ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل میں نبی اکرم ﷺ کی تمام امت کو خطاب ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کا مال ناحق نہ کھائے جوا، سود، دھوکے سے لیا ہوا مال، غصب شدہ مال، کسی کے حق کا انکار مثلاً کسی کی مزدوری، اجرت یا کرایہ کا انکار کر کے اس کا حق مار لینا، یا ایسا مال جسے شریعت نے حرام کر دیا ہو، مثلاً فاحشہ عورت کی اجرت، شراب اور مردار کی قیمت وغیرہ یہ تمام قسم کے مال حرام ہیں اور ان کا کھانا شرعاً حرام ہے۔[8]

مفتی محمد قاسم قادری[9] تفسیر صراط الجنان میں لکھتے ہیں:

باہمی رضامندی سے جو تجارت ہو وہ تمہارے لئے حلال ہے، باہمی رضامندی کی قید سے معلوم ہوا کہ خرید و فروخت کی وہ تمام صورتیں جن میں فریقین کی رضامندی شامل نہ ہو درست نہیں جیسے اکثر ضبط شدہ چیزوں کی نیلامی خریدنا کہ اس میں مالک راضی نہیں ہوتا یونہی کسی کی دکان، مکان زمین یا جائیداد پر جبری قبضہ کر لینا حرام ہے۔ یاد رہے کہ مال کا مالک بننے کے تجارت کے علاوہ اور بھی بہت سے جائز اَسباب ہیں جیسے تحفے کی صورت میں، وصیت یا وراثت میں مال حاصل ہو تو یہ بھی جائز مال ہے۔ تجارت کا بطورِ خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہ مالک بننے کی اختیاری صورت ہے۔[10]

مقروض کو مہلت دینے کا قرآنی حکم

صارف اگر کوئی چیز قرض پر لیتا ہے اور مقررہ مدت میں اس کی ادائیگی نہیں کر پاتا تو اس صورت میں عام طور پر اس سے جرمانہ وصول کیا جاتا ہے اور رقم بھی بڑھا دی جاتی ہے اور یوں قرض میں سود کا اضافہ ہوتا رہتا ہے اور یہ صارفین کا استحصال اور ظلم ہے۔ دینِ اسلام نے مقروض کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے اور اس سے نرمی سے پیش آنے کا فرمایا ہے، قرآنِ مجید میں مقروض کو مہلت دینے کی ترغیب دی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ[11]

اگر مقروض تنگدست ہو تو اسے آسانی تک مہلت دو اور تمہارا قرض کو صدقہ کر دینا تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اگر تم جان لو۔

امام ابنِ ابی حاتم متوفی 327ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"حَدَّثَنَا أَبِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أبنا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ عَطَاءٌ: فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ فِي الرِّبَا وَالدَّيْنِ. قوله: إلى ميسرة--------- عَنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فِي قَوْلِ اللَّهِ: وأن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ فَهُوَ أَعْظَمُ لأَجْرِهِ، وَمَنْ لَمْ يَتَصَدَّقْ عَلَيْهِ لَمْ يَأْثَمْ، وَمَنْ حَبَسَ مُعْسِرًا فِي السِّجْنِ، فَهُوَ آثِمٌ، لِقَوْلِهِ: فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُؤَدِّيَ دَيْنَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ، كُتِبَ ظَالِمًا."[12]

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے: اگر کوئی شخص قرضہ دار کو اپنا قرضہ معاف کر دیتا ہے تو اس کے لیے بڑا اجر ہے، لیکن اگر معاف نہیں کرتا تو گناہ گار بھی نہیں ہے، لیکن اگر قرض دار تنگدست ہے تو اسے قید نہ کیا جائے۔

علامہ اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی متوفی 774ھ لکھتے ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 (2023)

"وَقَوْلُهُ: {وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ} : يَأْمُرُ تَعَالَى بِالصَّبْرِ عَلَى الْمُعْسِرِ الَّذِي لَا يَجِدُ وَفَاءً، فَقَالَ: {وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ} [أَيْ]: لَا كَمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُ أَحَدُهُمْ لِمَدِينِهِ إِذَا حَلَّ عَلَيْهِ الدَّيْنُ: إِمَّا أَنْ تَقْضِيَ وَإِمَّا أَنْ تُرْبِيَ. ---------- قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُظِلَّهُ اللَّهُ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، فَلْيُيَسِّرْ عَلَى مُعْسِرٍ أَوْ لِيَضَعْ عَنْهُ" [13]

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے قرضداروں کو کہتے کہ یا قرضہ ادا کرو یا سود دیتے رہنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مذکورہ آیت میں ایسے تنگدست کو مُہلت دینے کا فرمایا اور اس کے ساتھ ساتھ قرضہ معاف کرنے والے سے بھلائی کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: "جو شخص قیامت کے دن عرش الٰہی کا سایہ لینا پسند کرتا ہے وہ تنگدست پر آسانی کرے یا اُسے قرض معاف کردے۔"

امام أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي المتوفی 370ھ احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

"قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ يَعْنِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّ التَّصَدُّقَ بِالدَّيْنِ الَّذِي عَلَى الْمُعْسِرِ خَيْرٌ مِنْ إنْظَارِهِ بِهِ وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الصَّدَقَةَ أَفْضَلُ مِنْ الْقَرْضِ لِأَنَّ الْقَرْضَ إنَّمَا هُوَ دَفْعُ الْمَالِ وَتَأْخِيرُ اسْتِرْجَاعِهِ" [14]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنا قرض سے افضل ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تنگدست کو قرض معاف کرنا اُس کو مُہلت دینے سے افضل ہے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی متوفی 1979ء تفسیر تفہیم القرآن میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اسی آیت سے شریعت میں یہ حکم نکالا گیا کہ جو شخص قرض ادا کرنے سے عاجز ہو، اسلامی عدالت اس کے قرض خواہوں کو مجبور کرے گی کہ اُسے مہلت دیں، اور بعض حالات میں وہ پورا قرض یا قرض کا کوئی ایک حصّہ معاف بھی کرانے کی مجاز ہوگی۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص کو کاروبار میں نقصان ہوگیا اور اس پر بہت قرض ہو گیا۔ معاملہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے اس بھائی کی مدد کرو۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے اس کی مالی مدد کی۔ مگر قرضے پھر بھی صاف نہ ہوسکے (یعنی ابھی بھی قرض باقی تھا)۔ تب آپ نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا کہ جو کچھ حاضر ہے، بس وہی لے کر اسے چھوڑ دو، اس سے زیادہ تمہیں نہیں دلوایا جاسکتا۔ فقہانے تصریح کی ہے کہ ایک شخص کے رہنے کا مکان، کھانے کے برتن، پہننے کے کپڑے اور وہ آلات جن سے وہ اپنی روزی کماتا ہو، کسی حالت میں بھی قرق نہیں کیے جا سکتے۔ [15]

مفتی محمد شفیع عثمانی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

احکم الحاکمین نے یہ قانون بنادیا کہ اگر کوئی مدیون واقعی مفلس ہے اور قرض کی ادائیگی پر قادر نہیں تو اس کو تنگ کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو اس وقت تک مہلت دینی چاہیے جب تک کہ وہ قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو جائے، اور ساتھ ہی یہ ترغیب بھی دی گئی ہے کہ اس غریب کو اپنا قرض معاف کردو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ [16]

صارفین کا یہ حق ہے کہ انہیں حلال وطیب اشیاء تک رسائی حاصل ہو۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ [17]

اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

سورۃ البقرہ کی اس آیت میں حلال وطیب اشیاء کے کھانے کا حکم دیا گیا ہے، صارفین کا یہ حق ہے کہ انہیں حلال وطیب اشیاء تک رسائی حاصل ہو، کوئی بھی ایسی چیز جسے کھانے اور استعمال کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے اس کی خرید وفروخت نہ کی جائے، جہاں یہ بائع کے لئے فرض ہے وہاں یہ صارف کا حق بھی ہے کہ اسے حلال وپاکیزہ اشیاء ہی دی جائیں اور یہ شریعتِ اسلامی کا تقاضا ہے۔

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبري متوفی 310ھ جامع البيان في تأويل القرآن میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"كلوا من طيبات ما رَزَقناكم"، يعني: اطعَموا من حَلال الرزق الذي أحللناهُ لكم، فطاب لكم بتحليلي إياه لكم، مما كنتم تحرّمونَ أنتم، ولم أكن حرمته عليكم، من المطاعم والمشارب."واشكروا لله"، ---------------- وفصَّله لهم مُفسَّرًا." [18]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 (2023)

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے:"كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ " مطلب یہ ہے کہ اُس رزق سے کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے، اور یہی تمہارے لیے پاکیزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو شیطان کی پیروی کرتے ہوئے حرام نہ ٹھہراؤ بلکہ حلال رزق میں کھاؤ اور پیو اور اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو اور اُسی کے مطیع و فرمانبردار ہو تو اُس کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

ابو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي متوفی 427ھ الكشف والبيان عن تفسير القرآن میں لکھتے ہیں:

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّباتِ من حلالات. ما رَزَقْناكُمْ من الحرث والأنعام وسائر المأكولات والنعم. وروى أبو هريرة عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم إنّه قال: «إنّ الله طيب لا يقبل إلّا الطيب، وإنّ الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين. فقال: يا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّباتِ وقال يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّباتِ ما رَزَقْناكُمْ ثمّ ذكر الرّجل يطيل السّفر أشعر أغبر يمدّ يديه إلى السماء بيا ربّ يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذي في حرام فإنّى يستجاب له»"19

اس آیت مبارکہ میں " طَيِّبٰتِ "سے مراد تمام حلال اشیاء ہیں، مثلاً: کھیتی، مویشی اور دوسری کھانے پینے کی حلال چیزیں۔ ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ طیب ہے اور طیب کو ہی قبول فرماتا ہے، اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں کو بھی پاکیزہ کھانے کا حکم دیا ہے اور عام مؤمنین کو بھی پاکیزہ کھانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص حرام کھاتا، پیتا ہے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

علامہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی متوفی 1250ھ تفسیر فتح القدیر میں لکھتے ہیں:

"قَوْلُهُ: كُلُوا مِنْ طَيِّباتِ مَا رَزَقْناكُمْ هَذَا تَأْكِيدٌ لِلْأَمْرِ الأول، أعني قوله: يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلالًا طَيِّباً وَإِنَّمَا خَصَّ الْمُؤْمِنِينَ هُنَا لِكَوْنِهِمْ أَفْضَلَ أَنْوَاعِ النَّاسِ،" [20]

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے: آیت کے پہلے حصے میں حلال و پاکیزہ کھانے کا حکم دیا گیا اور مؤمنین کا ذکر فرمایا گیا کیونکہ یہ لوگوں میں سے افضل نوع ہے۔

ابو حیان محمد بن يوسف بن علي الأندلسي متوفی 745ھ البحر المحیط فی التفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"وَتَضَمَّنَتْ هَذِهِ الْآيَةُ أَمْرَيْنِ: الْأَوَّلُ: كُلُوا، قَالُوا: وَهُوَ عِنْدَ دَفْعِ الضَّرَرِ وَاجِبٌ، وَمَعَ الضَّيْفِ مَنْدُوبٌ إِلَيْهِ، وَإِذَا خَلَا عَنِ الْعَوَارِضِ كَانَ مُبَاحًا، وَكَذَا هُوَ فِي الْآيَةِ. وَالثَّانِي: وَاشْكُرُوا لِلَّهِ، وَهُوَ أَمْرٌ وَلَيْسَ بِإِبَاحَةٍ. قِيلَ: وَلَا يُمْكِنُ الْقَوْلُ بِوُجُوبِ الشُّكْرِ، لِأَنَّهُ إِمَّا أَنْ يَكُونَ بِالْقَلْبِ، أَوْ بِاللِّسَانِ، أَوْ بِالْجَوَارِحِ. فَبِالْقَلْبِ هُوَ الْعِلْمُ بِصُدُورِ النِّعْمَةِ مِنَ الْمُنْعِمِ، أَوِ الْعَزْمُ عَلَى تَعْظِيمِهِ بِاللِّسَانِ، أَوِ الْجَوَارِحِ. أَمَّا ذَلِكَ الْعِلْمُ فَهُوَ مِنْ لَوَازِمِ كَمَالِ الْعَقْلِ، فَإِنَّ الْعَاقِلَ لَا يَنْسَى ذَلِكَ. فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ الْعِلْمُ ضَرُورِيًّا، فَكَيْفَ يُمْكِنُ إِيجَابُهُ؟ وَأَمَّا الْعَزْمُ عَلَى تَعْظِيمِهِ بِاللِّسَانِ وَالْجَوَارِحِ، فَذَلِكَ الْعَزْمُ الْقَلْبِيُّ تَابِعٌ لِلْإِقْرَارِ اللِّسَانِيِّ وَالْعَمَلِ بِالْجَوَارِحِ." [21]

اِس آیت میں دو باتوں کا حکم ہے: (1) کھانے کا اور (2) شکرِ خدا بجالانے کا۔ کھانے کے حکم کی تین صورتیں ہیں: (1) دفعِ ضرر کے لیے کھانا واجب ہے، (2) مہمان کے ساتھ کھانا مستحب ہے اور (3) جب کوئی عارضہ لاحق نہ ہو تو پھر کھانا مباح ہے۔ اِسی طرح شکر بجالانے کی بھی تین صورتیں ہیں: (1) شکر بالقلب: مُنعِم کی طرف سے نعمت کے صدور کا علم ہونا، (2) شکر باللسان اور (3) شکر بالجوارح: زبان کے ذریعے یا اعضاء کے ذریعے مُنعِم کی تعظیم بجالانا۔

ہر مسلمان دینِ اسلام کی مقرر کردہ حدود کا پابند ہے اسلام میں حلال و حرام کو بیان فرمادیا گیا ہے، کچھ اشیاء ایسی ہیں جو شرعاً حرام ہیں، سورۃ المائدہ میں اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ [22]

اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر (بوقت ذبح) غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا تو جو مجبور ہو جائے، حالانکہ وہ نہ خواہش رکھنے والا ہو اور نہ ضرورت سے آگے بڑھنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر بوقتِ ذبح اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو، حرام قرار دیا گیا ہے، ہاں اگر کوئی اضطراری حالت میں ہے تو اس کے لئے رخصت ہے۔

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی متوفی 710ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"ثم بين المحرم فقال {إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الميتة} وهي كل ما فارقه الروح من غير ذكاة مما يذبح وإنما لإثبات المذكور ونفي ما عداه أي ما حرم عليكم إلا الميتة {والدم} يعني السائل لقوله في موضع آخر أو دما مسفوحا وقد حلت الميتتان والدمان بالحديث أحلت لنا ميتتان ودمان السمك والجراد والكبد والطحال ---------------لأن الإباحة للاضطرار فتقدر بقدر ما تندفع الضرورة " [23]

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے: اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے ان اشیاء کو حرام فرمایا:

الْمَيْتَةَ (مردار): وہ جانور جس کی روح ذبح شرعی کے بغیر جدا ہوئی ہو۔

الدَّمَ (خون): اس سے بہنے والا خون مراد ہے۔

لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ (خنزیر کا گوشت): خنزیر مکمل طور پر نجس اور حرام ہے۔

مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ : مطلب یہ کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام لیا جائے ذبح کرتے وقت وہ بھی حرام ہے۔

مَنِ اضْطُرَّ : جو شخص لذت وخواہش سے نہیں بلکہ مجبور ہو کر کھائے اس پر گناہ نہیں، ہاں سخت بھوک کی حالت میں مجبور ہو کر بقدر حاجت ہی کھائے اس سے مزید نہ کھائے۔

ڈاکٹر وہبہ بن مصطفی الزحیلي متوفی 2015ء التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والمحرم الحقيقي:

1- إنّما هو تناول الميتة، لاحتباس الدم فيها وتوقع التضرر بها، لفساد لحمها وتلوثه بالأمراض غالبا، فهي محرمة لاستقذارها ولما فيها من ضرر.

2- وتناول الدم المسفوح، لأنه ضارّ، وتأباه النفوس الطيبة، فهو حرام لقذارته وضرره أيضا.

3- وأكل لحم الخنزير، لأنه ضارّ، وخصوصا أثناء الحر، ولأن النفوس الطيبة تأباه، لأنه حيوان قذر لا يأكل غالبا إلا من القاذورات والنجاسات، فيقذر لذلك، ولأن فيه ضررا، لحملة جراثيم شديدة الفتك، ولأن فيه كثيرا من الطباع الخبيثة، وولوع بالنواحي الجنسية ولا يغار على أنثاه، وكسول بطبعه، والمتغذي يتأثر بتلك الطبائع، وتنتقل إليه بيوض الدودة الوحيدة الحلزونية التي قد تكون في خلايا عضلات جسمه، ولو تربى في أنظف الحظائر.

4- وما ذكر عليه غير اسم الله تعالى عند الذبح، لأنه من أعمال الوثنية، وفيه إشراك واعتماد على غير الله. وكان العرب في الجاهلية يذبحون للأصنام، ويقولون: باسم اللات والعزى، فهو حرام صيانة لمبدأ الدين والتوحيد وتعظيم الله." [24]

ڈاکٹر وہبہ بن مصطفیٰ الزحیلی کی اس عبارت کا مفہوم یہ ہے:

حرام کردہ اشیاء:

1. مردار کھانا: اس کے گوشت میں فساد ہوتا ہے، اکثر طور پر اس میں بیماریاں ہوتی ہیں، اس لیے حرام ہے۔
2. دمِ مسفوح کھانا: یہ بہت نقصان دہ ہے، اچھی طبیعت اس کا انکار ہی کرے گی۔
3. خنزیر کا گوشت کھانا: پاکیزہ طبیعت اس سے نفرت کرے گی اور بہت نقصان دہ ہے۔
4. غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا: کیونکہ بت پرستوں کا طریقہ ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو اصلاحِ عقائد اور اصلاح اعمال کی دعوت دی قرآن مجید میں اس کو بیان کیا گیا، آپ نے اپنی قوم کو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے اور شرک سے اجتناب کرنے کا فرمایا اور اپنے اعمال کی اصلاح کرنے کا حکم دیا

وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ[25]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 (2023)

اور مدین کی طرف ہم نے ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا، انہوں نے فرمایا:اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں، بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آگئی ہے تو ناپ تول پورا پورا کرو اور لوگوں کو ان کی اشیاء کم کر کے نہ دو۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اعمال کی اصلاح میں تین باتیں بیان فرمائیں:

(1)اپنے اوزان پورے رکھو

(2)اشیاء میں کمی یا خرابی نہ کرو، یعنی ناقص اشیاء کی فروخت نہ کرو

(3)اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ

مذکورہ بالا پہلی دو باتوں کا تعلق جہاں بائع سے ہے وہاں خریدنے والا کا حق بھی بیان ہوا ہے کہ اس کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہ کی جائے، ناپ تول میں کمی اور ناقص اشیاء کی فروخت صارفین کے استحصال کا سبب ہے۔

علامہ احمد بن مصطفی المراغی متوفی 1371ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"يقال بخسه حقه أي نقصه، والإفساد: شامل لإفساد نظام الاجتماع بالظلم وأكل أموال الناس بالباطل، وإفساد الأخلاق والآداب: بارتكاب الإثم والفواحش،" [26]

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے: حق تلفی سے مراد یہ ہے کہ حق کو کم کرنا، نظام کو بگاڑنا، گناہ کرنا، بدعنوانی قائم کرنا وغیرہ کہا جاتا ہے کہ اس کے حق کو کم کرنا ہے، جس کا مطلب ہے اس کی کمی اور بدعنوانی، معاشرتی نظام کو ناانصافی سے بگاڑنا اور لوگوں کا پیسہ ناجائز طور پر کھا جانا، اور اخلاق کو خراب کرنا، گناہ اور بدکاری کے ارتکاب سے۔

علامہ علاء الدین علی بن محمد خازن متوفی 741ھ لکھتے ہیں:

"فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزانَ يعني فأتموا الكيل والميزان وأعطوا الناس حقوقهم وهو قوله وَلا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْياءَهُمْ يعني لا تظلموا الناس حقوقهم ولا تنقصوهم إياها فتطففوا الكيل والوزن. يقال: بخس فلان في الكيل والوزن إذا نقصه وطففه" [27]

یعنی کیل اور وزن کو پورا کرو، ناپ تول میں کمی کر کے لوگوں پر ظلم نہ کرو۔

ناپ تول میں کمی کو ظلم سے تعبیر کیا گیا ہے اور وزن گھٹانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسا کرنا خریدار کے لئے مالی نقصان کا باعث ہوتا ہے، سورہ رحمٰن میں تولنے میں انصاف کا حکم دیا گیا ہے اور اشیاء کا وزن گھٹانے سے روکا گیا ہے، قرآن مجید کا یہ مقام جہاں اشیاء بیچنے والوں کو ان کے فرائض کی نشاندہی کرتا ہے وہیں خریدار یعنی صارف کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے:

أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ () وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ[28]

ترجمہ: کہ تولنے میں ناانصافی نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ۔

بوقت لین دین کتابت کا حکم بھی دیا گیا تاکہ بائع وصادف کسی کا بھی نقصان نہ ہو:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ[29]

اے ایمان والو! جب تم کسی مدتِ مقررہ تک کسی قرض کا لین دین کرو تو اسے ضرور لکھ لیا کرو اور تمہارے درمیان کسی لکھنے والے کو انصاف کے ساتھ (معاہدہ) لکھنا چاہئے۔

سورۃ البقرہ کی اس آیت میں تجارت اور باہمی لین دین کے اہم اصول بیان کئے گئے ہیں۔

علامہ جلال الدین عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي متوفی 911ھ تفسیر الدر المنثور میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"خرج عبد بن حميد وَابْن جرير وَابْن أبي حَاتِم وَالْبَيْهَقِيّ عَن ابْن عَبَّاس فِي قَوْله {يَا أَيهَا الَّذين آمنُوا إِذا تداينتم بدين} قَالَ: نزلت فِي السّلم فِي الْحِنْطَة فِي كيل مَعْلُوم إِلَى أجل مَعْلُومأخرج البُخَارِيّ وَمُسلم وَأَبُو دَاوُد

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 (2023)

وَالتِّرْمِذِيّ وَالنَّسَائِيّ وَابْن ماجة وَالْبَيْهَقِيّ عَن ابْن عَبَّاس قَالَ: قدم النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الْمَدِينَة وهم يسلفون فِي الثِّمَار السنتين وَالثَّلَاث فَقَالَ من أسلف فليسلف فِي كيل مَعْلُوم وَوزن مَعْلُوم إِلَى أجل مَعْلُوم" [30]

یہ آیت کریمہ گندم کی بیع سلم کے بارے میں نازل ہوئی جس میں کیل بھی معلوم تھا اور مدت بھی معلوم تھی۔

ابو الطیب محمد صدیق خان بن حسن بن القِنَّوجي متوفی 1307ھ فتح البيان في مقاصد القرآن میں لکھتے ہیں:

"(وليكتب بينكم كاتب) هو بيان لكيفية الكتابة المأمور بها وظاهر الأمر الوجوب، وبه قال عطاء والشعبي وابن جريج والنخعي واختاره محمد بن جرير الطبري، وأوجبوا على الكاتب أن يكتب إذا طلب منه ذلك ولم يوجد كاتب سواه وقيل الأمر للندب والاستحباب، وبه قال الجمهور." [31]

ایک قول کے مطابق یہاں پر لکھنے کا حکم وجوبی ہے اور ایک قول کے مطابق یہ حکم استحبابی ہے۔کاتب کو چاہئے کہ بغیر کسی کمی زیادتی کے لکھے اور کسی طرف میلان زیادہ نہ رکھے۔

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس میں اس آیت کے تحت درج ذیل بیان کیا گیا ہے:

"ثمَّ علمهمْ مَا يَنْبَغِي لَهُم فِي معاملتهم فَقَالَ {يَا أَيهَا الَّذين آمنُوا} بِاللَّه وَالرَّسُول {إِذَا تَدَايَنتُم بدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى} إِلَى وَقت مَعْلُوم {فاكتبوه} يَعْنِي الدّين {وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ} بَين الدَّائِن والمديون {كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ} بِالْقِسْطِ {وَلاَ يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ} بَين الدَّائِن والمديون (كَمَا عَلَّمَهُ الله) الْكِتَابَة (فَلْيَكْتُبْ) بِلَا زِيَادَة وَلَا نُقْصَان الْكتاب {وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحق} وليملل أَي ليبين الْمَدْيُون على الْكَاتِب مَا عَلَيْهِ من الدّين {وَلْيَتَّقِ الله رَبَّهُ} وليخش الْمَدْيُون ربه {وَلاَ يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئاً} وَلَا ينقص مِمَّا عَلَيْهِ من الدّين شَيْئا فِي الْإِمْلَاء" [32]

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو! جب معلوم مدت تک قرض کا لین دین ہو تو قرض خواہ اور قرض دار کے درمیان کاتب یہ معاملہ لکھ لے اور وہ بغیر کمی بیشی کے لکھے۔ اگر قرضدار لکھوانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو قرض خواہ لکھ دے اور دو مرد گواہ بنالے یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنالے اور گواہوں کو جب بلایا جائے وہ آجائیں۔یہ طریقہ کار اللہ کے نزدیک زیادہ درست ہے۔

مذکورہ آیت سے مفسرین کی تفسیری آراء کی روشنی میں درج ذیل فوائد اخذ ہوتے ہیں۔

1. قرض کا لین دین ضرور تحریر کرنا چاہئے
2. خرید و فروخت میں بھی تحریری دستاویز تیار کرنی چاہئے
3. بالخصوص جب اشیاء ادھار پر بیچی جائیں تو اس کا تحریری ریکارڈ ضرور تیار کیا جائے
4. اگر رقم پیشگی ادا کی اور مال کچھ عرصہ بعد ملے گا تو کتابت ضروری ہے
5. اسی طرح دکان، مکان کرایہ پر دیتے ہوئے، کرایہ اور ایڈوانس وغیرہ کی بھی دستاویز تیار کی جائے
6. لین دین کا معاہدہ لکھتے وقت دو گواہ بھی بنالینے چاہئیں
7. لین دین تھوڑا ہو یا زیادہ لکھنا بہتر ہے
8. کتابت میں عدل و انصاف سے کام لیا جائے، کسی فریق کی حق تلفی نہ ہو
9. جس پر ادائیگی لازم ہو وہ لکھے یا لکھوائے
10. فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق اگرچہ لکھنا واجب نہیں لیکن فائدہ سے خالی نہیں ہے کیونکہ لین دین میں کتابت بوقتِ ضرورت کام آتی ہے
11. اس آیت کی روشنی میں جہاں بائع کو تحفظ حاصل ہو رہا ہے وہاں صارف (خریدار) کو کئی حقوق حاصل ہو رہے ہیں،
12. لین دین میں کتابت مستقبل کے کئی خطرات سے نجات ہے۔

خلاصۃ البحث:

قرآن نے صارفین کے حقوق کے بارے میں متعدد آیات میں رہنمائی فرمائی ہے۔ فرمایا کہ ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ اس حکم میں وہ تمام بیوع

شامل ہیں جو شرعاً حرام وناجائز ہیں۔قرآن میں واضح حکم دیا گیا ہے کہ خرید وفروخت میں باہمی رضامندی ضروری ہے،صارفین کو ان کی رضامندی کے بغیر کوئی چیز نہیں بیچ سکتے،باہمی لین دین میں آزادانہ ماحول ضروری ہے۔پاکیزہ اور حلال اشیاء کھانے اور استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔قرآن میں نبی اکرم ﷺ کا منصب بیان کیا گیا کہ وہ پاکیزہ اشیاء حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزیں حرام فرماتے ہیں۔اسی طرح قرآن سے ایسی تمام اشیاء کی حرمت ثابت ہوتی ہے جو فی نفسہٖ گندی،غلیظ اور خبیث ہیں۔تو ایسی اشیاء کی خرید وفروخت بھی حرام وناجائز ہے۔ایسی تمام اشیاء جو مضرِ صحت ہیں شریعت کا تقاضا ہے کہ ایسی اشیاء کی بیع سے بچا جائے۔شریعتِ اسلامیہ نے جن اشیاء کو مطلقاً حرام قرار دیا جیسے خون،مردار،خنزیر،شراب،وغیرہ ان کی بیع حرام ہے۔قرآنی آیات کی روشنی میں مقروض صارفین کو یہ حق حاصل ہے کہ ان کے ساتھ نرمی کی جائے اور انہیں قرض کی ادائیگی میں مہلت دی جائے۔اگر مقروض تنگ دست ہے تو اس کا قرض معاف کر دینا اور اسے تصدق کر دینا بہتر ہے۔

قرآنی نصوص سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صارفین کو یہ حق حاصل ہے کہ ان کے ساتھ ناپ تول میں کمی نہ کی جائے کہ یہ ظلم ہے۔قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں ایسی تمام بیوع حرام وناجائز ہیں جن میں سود کا شائبہ ہو۔عصرِ حاضر میں قسطوں پر خریدی گئی اشیاء پر قسط کی تاخیر کی صورت میں جو مالی جرمانہ عائد کیا جاتا ہے یا مقررہ مدت میں ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں رقم بڑھادی جاتی ہے،یہ سود ہے اور صارفین کا استحصال ہے۔سود کی حرمت کا براہِ راست فائدہ صارفین کو ہے کہ وہ زائد رقم دینے سے محفوظ رہتے ہیں۔تجارتی لین دین کو لکھنے اور اس پر گواہ بنانے کا حکم دیا گیا جو بائع اور مشتری (صارف) دونوں کے لئے سکون واطمینان اور حفاظتِ مال کا ذریعہ ہے،اور دستاویزی ثبوت ہے۔

---

1 The Gazette of Pakistan, page# 940, printing corporation of Pakistan press, Islamabad, 1995

2 لویس معلوف،المنجد فی اللغۃ و الاعلام، ،دار المشرق للنشر ،بیروت1986، ص 871

3 Oxford Advanced Leaerner's Dictionary, Published by Oxford University Press, 7th Edition, pg#313

4 القرآن:29:4

5 الرازی، أبو عبد اللہ محمد بن عمر، التفسیر الکبیر، دار إحیاء التراث العربي–بیروت، الطبعۃ الثالثۃ1420ھ،ج10،ص56

6 القرطبی،ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی،الجامع لأحکام القرآن،دار الکتب المصریۃ–القاھرۃ،الطبعۃ الثانیۃ،1384ھ،ج5،ص150

7 المظہری، قاضی ثناء اللہ مظہری،التفسیر المظھري، مکتبۃ الرشیدیۃ –الباکستان،الطبعۃ: 1412ھ،ج2،ص87

8 سعیدی،علامہ غلام رسول،تبیان القرآن،مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور2011ء،ج1،ص706

9 مفتی محمد قاسم قادری(ولادت:6جون1977ء)ایک پاکستانی سنی مفسر قرآن ومفتی ہیں۔پاکستان کے شہر کراچی میں قائم سنی جامعہ فیضانِ مدینہ میں شیخ الحدیث رہے اور دار الافتاء اہلسنت میں فتوی نویسی کا کام سرانجام دیا،اب رئیس دار الافتاء اہلسنت اور مجلس تحقیقات شرعیہ کے نگران کے منصب پر فائز ہیں۔مدنی چینل پر ایک سو کے قریب انگلش پروگرام کر چکے ہیں۔آپ نے متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں جن میں تفسیر صراط الجنان،کنز العرفان فی ترجمۃ القرآن،معرفۃ القرآن،اور سیرت الانبیاء نمایاں ہیں۔ https://ur.wikipedia.org/wiki

10 قادری،مفتی محمد قاسم،صراط الجنان،مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی2013ء ،ج2،ص183

11 القرآن:2:280

12 ابن ابی حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدریس، تفسیر القرآن العظیم لابن أبي حاتم، الناشر: مکتبۃ نزار مصطفی الباز–المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ الثالثۃ – 1419ھ، ج2،ص553

13 ابن کثیر،اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی،تفسیر القرآن العظیم،دار الکتب العلمیۃ،بیروت،الطبعۃ:الأولی- 1419ھ،ج1،ص717

14 الجصاص،احمد بن علي أبو بکر الرازي،احکام القرآن،دار إحیاء التراث العربي–بیروت 1405ھ،ج2ص204

[15] مودودی، سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن اردو بازار لاہور 2009ء، ج1، ص218

[16] عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مطبوعہ ادارۃ المعارف 1996ء، ج1، ص657

[17] القرآن:2:172

[18] الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان في تأویل القرآن، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، 1420ھ، ج3، ص316

[19] الثعلبی، ابو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراھیم، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن، الناشر: دار إحیاء التراث العربي، بیروت–لبنان، الطبعۃ: الأولی 1422ھ، ج2، ص43

[20] الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، فتح القدیر،، الناشر: دار ابن کثیر، دار الکلم الطیب - دمشق، بیروت، الطبعۃ: الأولی - 1414ھ، ج1، ص195

[21] الاندلسی، ابو حیان محمد بن یوسف بن علی، البحر المحیط في التفسیر، الناشر: دار الفکر–بیروت، الطبعۃ: 1420ھ، ج2، ص109

[22] القرآن:2:173

[23] النسفی، ابو البرکات عبد اللہ بن أحمد، مدارک التنزیل وحقائق التأویل، دار الکلم الطیب، بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ، ج1، ص152

[24] الزحیلی، ڈاکٹر وہبہ بن مصطفیٰ، التفسیر المنیر في العقیدۃ والشریعۃ والمنہج، الناشر: دار الفکر المعاصر–دمشق، الطبعۃ: الثانیۃ، 1418ھ، ج2، ص79

[25] القرآن:7:85

[26] المراغی، أحمد بن مصطفی، تفسیر المراغي، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی بمصر، الطبعۃ: الأولی، 1365ھ، ج8، ص207

[27] الخازن، علاء الدین علی بن محمد خازن، لباب التأویل في معاني التنزیل، دار الکتب العلمیۃ – بیروت الطبعۃ: الأولی - 1415 ھ، ج12، ص554

[28] القرآن:55:9-8

[29] القرآن:2:282

[30] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن أبي بکر، الدر المنثور، الناشر: دار الفکر–بیروت، ج2، ص118

[31] القنوجی، محمد صدیق خان بن حسن بن القِنَّوجي، فتحُ البیان في مقاصد القرآن،، الناشر: المکتبۃ العصریَّۃ للطبَاعۃ والنّشْر، صَیدَا - بَیروت 1412ھ، ج2، ص147

[32] ابن عباس، عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب رضي اللہ عنھما، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، (جمعہ: مجد الدین أبو طاھر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی)، الناشر: دار الکتب العلمیۃ–لبنان، ص41